خطبہ مختصر کیجئے

نماز جمعہ طویل اور خطبہ مختصر ہونا چاہئے، یہی حدیث اور فقہ کے مطابق ہے، اس وقت اکثر مساجد کے ائمہ اس بارے میں کوتاہی کررہے ہیں۔اس مختصر رسالہ میں احادیث نبویہ اور عبارات فقہاء سے اس مسئلہ کو مدلل کیا گیا ہے۔خاتمہ میں مختصر نماز پڑھانے، اور ''شرعی وجہ سے امام سے مصلی کے ناراض رہنے پر وعید'' اور ''حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟'' جیسے موضوع پر بھی مختصر کلام کیا گیا ہے۔موضوع کے متعلق مختصر مگر بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر
جامعۃ القراءات کفلیۃ

Scanned by CamScanner

فہرست رسالہ ''خطبہ مختصر کیجئے''

تشکر وامتنان........................	۳
عرض مرتب........................	۴
آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوتے تھے........................	۷
اس تعارض کا حل خطبہ طویل ہو اور نماز کو مختصر، یا دونوں معتدل یہ کیسے؟........	۸
نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا آدمی کی فقاہت اور سمجھ کی دلیل ہے..........	۸
رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبے سے منع فرمایا........................	۱۰
رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا........................	۱۱
آپ ﷺ کا خطبہ لمبا نہیں تھا، بلکہ چند آسان کلمات ہوتے تھے........................	۱۱
رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے........................	۱۲
تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر...........	۱۲
آپ ﷺ کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کو مختصر کرنا..........	۱۳
علماء وہ ہیں جو خطبہ کو مختصر کریں........................	۱۳
نماز کو بہتر طریقے سے پڑھو، اور اس خطبہ کو مختصر کرو........................	۱۴
ائمۂ اربعہ کے نزدیک خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے........................	۱۴
کیا ہر ایک خطبہ طوال مفصل کی مقدار کے برابر ہے یا دونوں؟........................	۱۵
لمبے خطبہ کی عادت بنا لینا مکروہ ہے، کبھی ہو جائے تو گنجائش ہے........................	۱۶
خطبہ طویل دینا حجاج بن یوسف ثقفی کا طریقہ تھا........................	۱۷
خطبہ کتنی منٹ کا ہونا چاہیے........................	۱۷

محمد حنیف

Scanned by CamScanner

خاتمہ......نمبر:۱..	۱۸
نمازیں مختصر پڑھائیں..	۱۸
آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی..	۲۱
سفر میں نماز بہت ہی مختصر پڑھانی چاہئے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ......	۲۳
خاتمہ......نمبر:۲..	۲۴
جس امام سے مقتدی معقول وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت............	۲۴
جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا............	۲۵
دس آدمی کی نماز اللہ تعالی ہر گز قبول نہیں فرماتے............	۲۵
خاتمہ......نمبر۳/..	۲۷
کیا حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟..	۲۷
حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والوں کا: ۲۷/مسئلوں میں حرمین شریفین سے اختلاف..	۲۹

....

تشکر وامتنان

رسالہ: ''مختصر خطبہ اور حدیث وفقہ'' کی نظر ثانی میں رفیق محترم مولانا شبیر احمد بن فضل کریم صاحب مدظلہ (مقیم راچڈیل) نے از حد تعاون فرمایا۔ اور ماشاء اللہ بہت ہی غور وفکر اور پوری توجہ سے پروف کر کے کمپوزنگ کی تصحیح کی۔ راقم ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہے۔ اللہ تعالی انہیں دونوں جہاں میں بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

Scanned by CamScanner

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

شریعت مطہرہ نے نماز کی امامت کے لئے اعلم کو مقدم کیا نہ کہ اقرأ کو، اس لئے کہ مسائل کی واقفیت قرائت سے زیادہ ضروری ہے، اس امت کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، مگر امامت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ (بخاری، باب اهل العلم و الفضل احق بالامامة، رقم الحديث:۶۷۸)
اس لئے کہ آپ بڑے عالم تھے، ''بخاری شریف'' میں ہے: ''وكان ابو بكر اعلمنا''

(بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سُدُّوا الابواب الا بابَ ابی بکر، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:۳۶۵۴)

آج بھی جتنے قراء (جو عالم نہیں ہیں) امامت کا منصب نبھا رہے ہیں، ان میں اور ایک عالم (جو مسائل کو جانتا ہو، اور امامت میں اپنی من مانی اور ضد نہ کرتا ہو، جیسا کہ آج ایک طبقہ میں یہ وبا عام ہو چکی ہے، چاہے لاکھ ان کو سمجھایا جائے، مگر مسائل میں اپنی ہی چلائیں گے) میں فرق دیکھا جا سکتا ہے، قاری نماز کو بلا ضرورت لمبی کرے گا، پیچھے نہ بیماروں کا خیال نہ ضعیفوں کی رعایت، نہ مسافر اور نہ کسی ضرورت مند کا احساس، اس کو اپنی قرأت طویل کرنی ہے، اور اپنے قاری ہونے کا اور (اگر آواز اچھی ہو تو) اپنی اچھی آواز کا سکہ جمانا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور مسائل میں ضد اور ہٹ دھرمی کے بجائے اتباع شریعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اس مختصر رسالہ کے ذریعہ حضرات ائمہ کرام کی خدمت میں بہت مؤدبانہ اور عاجزانہ

Scanned by CamScanner

درخواست پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ: خدارا! اپنی ضد اور غلط رویہ کو چھوڑ کر خطبہ کو مختصر اور نماز جمعہ کو اس سے ذرا لمبی کیجئے، جو احادیث نبویہ اور فقہائے امت کے اقوال اور مسلک کے مطابق ہے۔

خطبہ کا مختصر ہونا سمجھداری ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا غیر سمجھداری کا ثبوت ہے

حدیث شریف میں مختصر خطبہ پڑھنے والے کو فقاہت اور سمجھدار کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، عجیب بات ہے کہ آپ ﷺ تو اس امام کو سمجھدار فرمارہے ہیں جو خطبہ کو مختصر کرے اور ہم خطبہ کو لمبا کر کے غیر سمجھداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

آج کے ائمہ کا عمل الٹا ہے، ان کا خطبہ آدھے گھنٹے کا ہوتا ہے، پھر نماز سورۂ والتین اور سورۂ قدر سے پڑھادیتے ہیں، اور دعوی مصلحت کا کرتے ہیں، حالانکہ اگر لوگوں کی مصلحت کا اتنا ہی خیال ہے تو خطبہ مختصر دینا چاہئے اور نماز سنت کے مطابق پڑھانی چاہئے۔ (تحفۃ الالمعی ص ۳۷۵ ج ۲)

اور عام نمازوں کو بھی ضرورت سے زائد لمبا کرنے کے بجائے مختصر اور درمیانہ ادا کیجئے، مصلی کی ناراضگی کے باوجود پر امامت کرنے پر سخت وعید آئی ہے، (دیکھئے خاتمہ نمبر ۲: ص:۲۴)

میں ایسے کئی ائمہ کو جانتا ہوں، جن کی لمبی نماز اور لمبے خطبہ کی وجہ سے نمازی ناراض ہیں، اور بعض تو مسجد چھوڑ کر دوسری مساجد کی طرف رخ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں تو یہ حکم ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تو لمبی پڑھے اور امامت کرے تو مختصر۔ ''بخاری شریف'' میں ہے: ''اذا صلّی احدکم للناس فلیُخفِّف ' فانّ فیھم

الضعیف و السقیم و الکبیر ' واذا صلی احدُکم لنفسه فلیطوّل ما شاء ''۔

(بخاری، باب اذا صلّی لنفسه فلیطوّل ما شاء، رقم الحدیث:٧٠٣)

مگر ہمارا حال یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھتے ہیں تو اس قدر مختصر کہ سوچنا پڑتا ہے کہ نماز ہوئی بھی یا نہیں؟ اور امامت میں اس قدر طول کہ بعض مرتبہ تو نمازی تنگ آ کر پناہ مانگتے ہیں کہ آئندہ اس امام کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھیں گے۔

جہاں امامت کے بڑے فضائل آئے ہیں، وہاں اس کی رعایت نہ کرنے پر سخت وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں، دونوں طرح کی احادیث پر ائمہ کو نظر رکھنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ امامت جیسے عظیم منصب پر فائز ہو کر بجائے ثواب اور اجر کے وبال اور گناہ کے انبار نامۂ اعمال میں لکھے جائیں، اللہ تعالی اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات فقہاء رحمہم اللہ کے مسلک کو جمع کیا گیا ہے، ہر بات کا مکمل حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی اس حقیر کاوش اور سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ذریعۂ نجات و ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

خاتمہ میں لمبی نماز پڑھانے پر وعید کا ایک مضمون بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے' جو راقم کے رسالہ ''امامت'' سے لیا گیا ہے۔ (دیکھئے خاتمہ نمبر:١رص:١٨)

بعض ائمہ تو اپنے غلط عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حرمین شریفین کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہاں بھی تو خطبہ طویل ہوتا ہے، تو کیا حرم محترم میں خلاف سنت و خلاف شریعت کام ہوتا ہے؟ اولاً تو مجھے ایسے اہل علم پر تعجب ہوتا ہے کہ ایک عالم ہو کر کس طرح کی بات کر رہے ہیں، کوئی عامی اس طرح کی بات کرے تو تعجب نہیں، بہر حال اس سوال کے جواب کے لئے دیکھئے! خاتمہ نمبر:٣رص:٢٧۔

مرغوب احمد لاجپوری

Scanned by CamScanner

آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوتے تھے

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلّی مع رسول الله صلى الله عليه وسلم' فكانت صلا ته قصدا و خطبته قصدا۔[۱]

(مسلم،باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم الحديث :۸۶۶)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوتے تھے۔

(۲)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه' قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يخطب قائما ' ثم يجلس ' ثم يقوم فيقرأ آيات ' ويذكر الله ' وكانت خطبته قصدا و صلا ته قصدا۔(ابن ماجہ،باب ما جاء فی الخطبة يوم الجمعة، رقم الحديث :۱۱۰۶)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کھڑے ہوکر

---

[۱]......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایتیں بہت سے طرق سے مختلف کتابوں میں مروی ہیں، مثلاً:

(۱)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه ' قال : كنت اصلّی مع النبی صلى الله عليه و سلم ' فكانت صلا ته قصدا و خطبته قصدا۔(مسلم،باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم الحديث :۸۶۶)

(۲)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه' قال : كنت اصلی مع النبی صلى الله عليه وسلم فكانت صلا ته قصدا و خطبته قصدا۔(ترمذی،باب ما جاء فی قصر الخطبة، رقم الحديث :۵۰۷)

(۳)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه ' قال : كنت اصلی مع النبی صلى الله عليه وسلم فكانت صلا ته قصدا و خطبته قصدا۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۹۴ ج۳،باب ما يستحب من القصد فی الكلام و ترک التطويل، رقم الحديث :۵۷۶۱)

(۴)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه' قال : كانت خطبة النبی صلى الله عليه وسلم قصدا و صلا ته قصدا۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۴،الخطبة تُطوّل او تُقصر، رقم الحديث :۵۲۴۱)

Scanned by CamScanner

خطبہ دیتے، پھر بیٹھتے، پھر کھڑے ہوتے، کچھ آیات پڑھتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے، اور آپ ﷺ کا خطبہ اور نماز دونوں معتدل (درمیانہ) ہوتے تھے۔

اس تعارض کا حل کہ خطبہ طویل ہو اور نماز کو مختصر، یا دونوں معتدل یہ کیسے؟

تشریح:......اس حدیث میں ہے کہ: آپ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانی تھے، اور اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ: نماز کا لمبا ہونا اور خطبہ کا مختصر ہونا فقاہت کی دلیل ہے، بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے اس تعارض کو حل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: صحیح طریقہ تو یہی ہے کہ خطبہ مختصر ہو اور نماز طویل، اور اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ: نماز طویل ہو مگر اس قدر نہیں کہ مقتدی پر مشقت ہو، بلکہ درمیانی ہو کہ خطبہ سے اس قدر طویل ہو کہ کسی پر مشقت کا ذریعہ نہ بنے۔

''لان المراد بالحديث الذى نحن فيه (اى حديث عمار) ان الصلاة تكون طويلة بالنسبة الى الخطبة لا تطويلا يشق على المامومين ' وهى حينئذ قصد اى معتدلة والخطبة قصد بالنسبة الى وضعها''۔(شرح مسلم نووی ص۲۸۶ ج۱)

نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا آدمی کی فقاہت اور سمجھ کی دلیل ہے

(۳)......قال ابو وائل : خطبنا عمار رضى الله عنه ' فاوجز و ابلغ ' فلما نزل قلنا : يا ابا اليقظان ! لقد ابلغت و اَوْجَزْتَ ' فلو كنت تنفَّسْتَ ' فقال : انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان طول صلاة الرجل وقِصَر خطبته مئنة من فقهه ' فاطيلوا الصلاة واقصُروا الخطبة ' وان من البيان سحرا۔

(مسلم، باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم الحديث :۸۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابو وائل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے

Scanned by CamScanner

ہمیں ایک نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، جب آپ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کیا: اے ابو الیقظان! آپ نے بہت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ: آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت اور سمجھ کی علامت ہے، لہذا نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو، اور فرمایا کہ: بیشک بعض بیان جادو (کا اثر) رکھتے ہیں۔[1]

تشریح:...... قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ: اختصار خطبہ آدمی کی فقاہت کی علامت اس لئے ہے کہ صرف فقیہ ہی جامع الفاظ پر مطلع ہوسکتا ہے، لہذا وہ اس کے ذریعہ سے معانی کثیرہ کو مختصر الفاظ میں تعبیر کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

"وانما كان اقصار الخطبة علامة من فقه الرجل ، لان الفقيه هو المطلع على جوامع الالفاظ ' فيتمكن بذلك من التعبير باللفظ المختصر عن المعانی الكثيرة"

(نیل الاوطار ص۵۱۶ ج ۲۔ بذل المجہود ص۱۳۹ ج ۵، تحت رقم الحديث: ۱۱۰۶)

خطبہ کی حالت میں لوگوں کی توجہ مخلوق (یعنی خطبہ پڑھنے والی) کی طرف ہوتی ہے، جبکہ نماز کی حالت میں توجہ کا مرکز خالق (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ذات ہوتی ہے، چنانچہ حدیث بالا بڑے ہی بلیغ انداز میں یہ بتانا چاہتی ہے کہ انسان کی سمجھداری اور اس کی دانائی کا تقاضہ

---

[1]...... عن ابی وائل قال : خطبنا عمار رضی الله عنه ' فابلغ و اوجز ' فلما نزل قلنا : يا ابا اليقظان ! لقد ابلغت و اوجزت ' فلو كنت تنفست ' فقال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان طول صلاة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه ' فاطيلوا الصلاة واقصروا الخطب ' وان من البيان لسحرا۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۹۴ ج ۳، باب ما يستحب من القصد فی الكلام و ترک التطويل، رقم الحديث :۵۷۶۳)

(۱)...... عن عبد الله رضى الله عنه : انّ قِصرَ الخطبة وطول الصلاة ' مَئِنّةٌ من فِقْه الرجل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج ۴، الخطبة تُطوّل او تُقصر، رقم الحديث :۵۲۴۲)

Scanned by CamScanner

یہ ہونا چاہئے کہ اس حالت کو زیادہ دراز اور طویل کیا جائے جس میں بندہ کی توجہ اپنے خالق کی طرف ہو اور اس حالت کو مختصر کیا جائے جس میں توجہ مخلوق کی طرف منعطف ہو رہی ہو۔

لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ یہاں نماز طویل کرنے سے مراد یہ ہے کہ سنت کے موافق ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سلسلے میں جو درجہ آنحضرت ﷺ سے منقول اور ثابت ہے، نہ تو اس سے طویل ہو اور نہ اس سے مختصر ہی ہو، اس طرح اس حدیث میں اور اوپر والی حدیث میں مطابقت پیدا ہو جائے گی۔

''وان من البیان سحرا'' (کیونکہ بعض بیان سحر ہے) گویا خطبہ کو مختصر کرنے کے سلسلے میں دلیل بیان کی جا رہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ ایسا پڑھنا چاہئے جو ''ما قلّ و دلّ'' کا پورا پورا مصداق ہو، یعنی اس کے الفاظ مختصر ہوں، مگر حقائق و معنی کے دریا اپنے اندر سموئے ہوئے ہو، کیونکہ جس طرح سحر کے مختصر ترین الفاظ میں بہت زیادہ تاثیر ہوتی ہے اسی طرح اس بیان اور اس تقریر میں بھی جو الفاظ و معنی کے اعتبار سے جامع و مانع ہو' ایک عظیم تاثیر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سامعین کے قلوب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف مائل و منتقل ہو جاتے ہیں، لہذا حدیث کے الفاظ میں بیان و تقریر کی تعریف بھی ہے اور مذمت بھی، بایں طور کہ اگر کوئی بیان سامعین کے قلوب و دماغ کو برائی کی طرف سے نیکی کی طرف مائل کر دے تو وہ اچھا ہے اور جو بیان سامعین کے ذہن و فکر کو نیکی کے راستہ سے ہٹا کر برائی کے راستہ پر موثر دینے والا ہو تو وہ برا ہے۔ (مظاہر حق ص۹۱۰ ج۲)

رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبہ سے منع فرمایا

(۴)......حدثنا ابو راشد قال : خطبنا عمّار رضی اللہ عنہ فتجوّز فی الخبطة ' فقال رجل : قد قلتَ قولا شفاء لو انک اطلتَ ؟ فقال : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

وسلم نهى ان نُطيل الخطبة۔

ترجمہ:...... حضرت ابو راشد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، اور خطبہ میں بہت اختصار فرمایا، تو ایک آدمی نے عرض کیا: آپ نے بہت شافی کلام فرمایا، کاش اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبے خطبہ سے منع فرمایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۱ ج ۴، الخطبة تُطوَّل او تُقصر، رقم الحديث: ۵۲۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا

(۵)......عن عمّار بن ياسر رضى الله عنه قال: امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بِاِقْصار الخطب[1] (ابوداؤد، باب بِاِقصار الخطب، رقم الحديث: ۱۱۰۶)

ترجمہ:...... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا (اور تاکید فرمائی)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ لمبا نہیں تھا، بلکہ چند آسان کلمات ہوتے تھے

(۶)......عن جابر بن سمرة السوائى رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لايُطيل الموعظة يوم الجمعة، انما هنّ كلماتٌ يسيراتٌ۔

(ابوداؤد، باب بِاِقصار الخطب، رقم الحديث: ۱۱۰۷)

ترجمہ:...... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے

---

[1]......عن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال: امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم باقصار الخطب۔

(سنن کبری بیہقی ص ۲۹۴ ج ۳، باب ما يستحب من القصد فى الكلام و ترك التطويل، رقم الحديث: ۵۷۶۶)

دن وعظ (خطبہ) کو لمبا نہیں فرماتے تھے ، بلکہ وہ (چند مختصر سے) آسان کلمات ہوتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے

(۷)......عبد الله بن ابی اوفی رضی الله عنه يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكثر الذكر، ويُقلّ اللغو، ويطيل الصلاة، ويقصر الخطبة، ولا يأنف ان يمشى مع الارملة والمسكين فيقضى له الحاجة۔

(نسائی،باب مایستحب من تقصیر الخطبة، رقم الحدیث :۱۴۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ (اللہ تعالی کا) ذکر بہت کرتے تھے، اور لغوبات بالکل نہیں فرماتے تھے، اور خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے، اور بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہیں فرماتے تھے، اور ان کی حاجت پوری فرماتے تھے۔

تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر

(۸)......عن عبد الله :يعنى ابن مسعود رضى الله عنه، عن النبى صلى الله عليه وسلم : أن قصر الخطبة و طول الصلاة مئنة من فقه الرجل ، فاطيلوا الصلاة ، واقصروا الخطبة ، فانّ من البيان سحرا ، وانه سيأتى بعدكم قوم يطيلون الخطب ، ويقصرون الصلاة۔

(مجمع الزوائد ص۳۴۶ ج۲ ،باب قصر الخطبة، رقم الحديث:۳۱۵۸۔

كشف الاستار،رقم الحديث:۳۶۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: بیشک خطبہ کومختصر کرنا اور نماز کولمبی کرنا آدمی کی سمجھ اور ہوشیاری کی علامت ہے، پس نماز کولمبا کرو اور خطبہ کومختصر کرو، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں، اور تمہارے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو خطبہ کولمبا کرے گی اور نماز کومختصر۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کومختصر کرنا

(۹)......عن ابی امامة رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا بعث امیرا' قال : أقصر الخطبة' اقِلَّ الکلام' فان من الکلام سحرا۔

(مجمع الزوائد ص ۳۴۷ ج ۲، باب قصر الخطبة، رقم الحدیث: ۳۱۵۹۔
کشف الاستار، رقم الحدیث: ۳۶۸)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کومختصر کرنا' اور بات کم کرنا، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں۔

علماء وہ ہیں جو خطبہ کومختصر کریں

(۱۰)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ' قال : انکم فی زمان قلیل خطباؤه ' کثیر علماؤه ' یطیلون الصلاة و یقصرون الخطبة ' و سیأتی علیکم زمان ' کثیر خطباؤه ' قلیل علماؤه۔

(مجمع الزوائد ص ۳۴۷ ج ۲، باب قصر الخطبة، رقم الحدیث: ۳۱۶۰۔ طبرانی کبیر، رقم الحدیث:
۸۵۶۷/۹۴۹۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بیشک تم ایسے (اچھے اور خیر کے) زمانہ میں ہو کہ جس میں خطباء کم ہیں اور علماء زیادہ، جو نماز کولمبا کرتے ہیں اور خطبہ کو

Scanned by CamScanner

مختصر، اور تم پر ایک ایسا (خیر سے خالی اور فتنہ کا) زمانہ آئے گا کہ جس میں خطباء زیادہ ہوں گے اور علماء کم۔

نماز کو بہتر طریقہ سے پڑھو، اور خطبہ کو مختصر کرو

(۱۱)......عن عبد الله رضی الله عنه: احسنوا هذه الصلاة ' و اقصروا هذه الخطبة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۴، الخطبة تُطوَّل او تُقصر، رقم الحدیث :۵۲۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس (جمعہ کی) نماز کو بہتر طریقہ سے پڑھو، اور اس (جمعہ کے) خطبہ کو مختصر کرو۔

ائمۂ اربعہ کے نزدیک خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے

ائمۂ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا..... خلاف سنت ہے۔ اور یہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک خلاف اولیٰ ہے۔ "بدائع الصنائع" میں ہے:

"اما سنن الخطبة..... ومنها ان لا يطول الخطبة "۔(ص۲۶۳ ج۱، سعید)

"شرح المہذب" میں ہے:

"اما ويستحب ان يقصر الخطبة"۔(شرح المہذب ص۵۲۶ ج۴)

"مغنی" میں ہے: "ويستحب تقصير الخطبة"۔(المغنی لابن قدامہ ص۱۵۵ ج۲)

"فقہ الاسلامی" میں ہے:

" مكروهات الخطبة عند الحنفية والمالكية : هی ترک السنن المتقدمة ومن اهمها تطويل الخطبة ' وليس ترک السنن المتقدمة عند الشافعية والحنابلة مكروها على اطلاقه ' بل منه ما هو مكروه ' ومنه ما هو خلاف الاولى، والله اعلم"۔

Scanned by CamScanner

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ص۲۹۳/۲۹۸/۲۹۹ ج۲۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۵۶۳ ج۲)

فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ:

خطبہ کو طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر طویل کیا جاسکتا ہے،اس سے زیادہ لمبا مکروہ ہے۔

''بحر الرائق''میں ہے:

''وعاشرها' تخفيف الخطبتين' بقدر سورة من طوال المفصل' ويكره التطويل''۔(البحر الرائق ص۲۵۹ ج۲، كتاب الصلوة ، باب الجمعة)

اوردسواں: خطبہ کو مختصر کرنا'طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر،اور لمبا کرنا مکروہ ہے۔

خطبہ کی کم از کم مقدار تشہد کے بقدر ہے:

''واقله قدر التشهد الى قوله عبده ورسوله''۔

(مراقی الفلاح ص۲۸۰،كتاب الصلوة ، باب الجمعة)

اور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے بقول دونوں خطبوں کی مقدار ایک سورت کے بقدر ہے، دونوں خطبوں کی مقدار دو سورتوں سے اندازہ نہیں کی جائے گی۔آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (دونوں خطبوں کے لئے) کافی ہوں گے۔(کفایت المفتی ص۲۳۱ ج۵،ادارۃ الفاروق،کراچی)

کیا ہر ایک خطبہ طوال مفصل کی مقدار کے برابر ہے یا دونوں؟

''احسن الفتاوی''میں ہے:

سوال:...... الرابع عشر تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل۔(ہندیہ)

اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر ایک خطبہ اتنا طویل ہو؟ یعنی اول خطبہ بھی مقدار طوال مفصل ہو اور ثانی خطبہ بھی مقدار طوال مفصل ہو، یا دونوں خطبے مل کر مقدار ایک سورت طوال مفصل ہوں؟۔

الجواب:......سوال میں مذکورہ ہندیہ کی عبارت اور علائیہ کے جزئیہ ''وتکرہ زیادتھما علی قدر سورة من طوال المفصل'' سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں خطبوں کی مجموعی مقدار مراد ہے، عبارت علائیہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوال مفصل میں سے سب سے چھوٹی سورت کی مقدار پر زیادتی مکروہ ہے، مگر عبارت ہندیہ سے ثابت ہوا کہ سب سے بڑی سورت مراد ہے:''و یؤیدہ ما نقلہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی عن القھستانی: وزیادۃ التطویل مکروھۃ ''۔(رد المحتار ص ۷۵۸ ج ۱۔ احسن الفتاوی ص ۱۴۵ ج ۴)

لمبے خطبہ کی عادت بنالینا مکروہ ہے، کبھی ہو جائے تو گنجائش ہے

کبھی اتفاق سے خطبہ طویل ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، مگر ہمیشہ اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

احادیث نبویہ اور تصریحات فقہاء اس پر متفق ہیں کہ خطبہ کو نماز سے طویل نہ کرنا چاہئے، اور یہ کہ خطبہ میں تطویل مکروہ ہے، پس اگر گاہے ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں، مگر اس کا عادی ہونا مکروہ ہے۔(امداد الاحکام ص ۸۰۴ ج ۱)

ان احادیث اور فقہاء کی عبارات اور علماء واکابر کے فتاوی سے معلوم ہوا کہ خطبہ کو قطعاً لمبا نہ کیا جائے۔ بہت غور کا مقام ہے کہ جمعہ کا دن اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور اس کے فضائل مسلم ہے، اس بابرکت دن میں ہر جمعہ کو اللہ کے گھر میں اس طرح کراہت کا ارتکاب کیا جائے، کیا کوئی عقل سلیم اس کو گوارہ کرسکتی ہے؟ مگر افسوس ہے کہ علماء اور ائمہ کی

Scanned by CamScanner

ایک جماعت اس کراہت کی نہ صرف مرتکب ہو رہی ہے، بلکہ برابر کئے جا رہی ہے۔

خطبہ طویل دینا حجاج بن یوسف ثقفی کا طریقہ تھا

خطبہ مختصر ہونا مسنون و مستحب ہے، لمبا ہونا' طویل ہونا خلاف سنت ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے بعد ایک زمانہ آئے گا کہ (خطباء) خطبہ کو تو طویل کریں گے اور نماز مختصر، چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی سے آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کہ وہ خطبہ طویل دیتا تھا، خطبہ تمہید ہے، اور نماز اصل اور مقصود ہے، ظاہر کہ تمہید اصل سے مختصر ہوتی ہے۔ (شمائل کبری ص ۴۶۹ ج ۸، مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

خطبہ کتنی منٹ کا ہونا چاہئے

فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں خطبوں کی مقدار طوال مفصل کی ایک سورت کے بقدر ہو، طوال مفصل کی سب سے بڑی سورت سورۂ حدید ہے، جو تیرہ سطر کے قرآن کریم میں تقریبا سات صفحات پر مشتمل ہے، اگر کوئی اسے پڑھے تو پانچ چھ منٹ میں پڑھ سکتا ہے، اگر زیادہ وقت لے تو سات/آٹھ منٹ میں پڑھ لے گا، معلوم ہوا کہ دونوں خطبوں میں سات/آٹھ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگانا چاہئے، یہ تو جب کہ سب سے لمبی سورت کو لیا جائے' ورنہ اگر درمیانی یا چھوٹی سورت کا حساب لگایا جائے تو پانچ منٹ میں دونوں خطبے آرام سے ادا کئے جاسکتے ہیں۔ اور یہی ہونا چاہئے کہ اکثر خطبہ پانچ/چھ منٹ میں ختم ہو، کبھی کبھی سات/آٹھ منٹ ہو جائے تو گنجائش ہے، اس سے زیادہ لمبا کرنا حدیث اور فقہ کی روشنی میں مکروہ اور قیامت کی علامت اور غیر سمجھداری کا کام ہے۔

اب اگر پانچ منٹ میں دونوں خطبے اور چھ/سات منٹ میں نماز پڑھائی جائے تو نماز اور خطبے دونوں ملا کر بارہ/تیرہ منٹ میں اطمینان سے جمعہ سے فراغت ہو سکتی ہے۔

Scanned by CamScanner

خاتمہ: نمبر:۱

نمازیں مختصر پڑھائیں

رسالہ کے آخر میں ائمہ کرام کی خدمت میں ایک اہم مضمون نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، وہ یہ کہ ائمہ کرام اپنی نمازوں میں حتی الامکان اختصار کو ملحوظ رکھیں، ضرورت سے زیادہ لمبی نماز پڑھانا، اس غفلت کے دور میں مصلیوں کے لئے نماز با جماعت سے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض، ضعیف، اور بوڑھے لوگ ہوتے ہیں، اور جب خود تنہا پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔

(بخاری ص ۹۷، باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء، رقم الحدیث: ۷۰۳۔

نسائی ص ۱۳۲، باب ما علی الامام من التخفیف، رقم الحدیث: ۸۲۲)

آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر پڑھاؤ اور اکیلے پڑھو تو جس طرح چاہے پڑھو۔

(کنز العمال ۶۶۰۔ شمائل کبری ص ۳۳۶ ج ۶)

(۲)...... حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں کو تو بڑی ہلکی نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تو بڑی لمبی پڑھتے۔

(مسند احمد ص ۲۱۸ ج ۵۔ سبل الہدی ص ۱۵۸۔ شمائل کبری ص ۳۳۷ ج ۶)

(۳)...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد ص ۷۱۔ شمائل کبری ص ۳۳۵ ج ۶)

Scanned by CamScanner

(۴)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اتنی ہلکی نماز نہیں پڑھی، جتنی ہلکی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔

(مجمع الزوائد ص ۷۳ ـ شمائل کبری ص ۳۳۵ ج ۶)

(۵)......آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو طائف کا امیر و گورنر بنا کر بھیجا تو آخری وصیت جوان کو کی تھی وہ یہ تھی کہ نماز ہلکی پڑھائیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۶۳ ج ۲ ـ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۶)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فرماتے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی پڑھوں، پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ بچوں کے رونے سے ان کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری ص ۹۸، باب من اخف الصلوۃ عند بکاء الصبی)

(۷)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قصار مفصل کی دو سورتوں پر ہی اکتفا کیا، آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے آخر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو میں نے پسند کیا کہ ان کی ماں (کے ذہن) کو فارغ کر دوں۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۶۵ ج ۲ ـ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۸)......حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے کہا کہ: میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لئے شریک ہوتا ہوں کہ فلاں صاحب (جو امام ہیں) فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام

Scanned by CamScanner

ہوا سے ہلکی نماز پڑھنی چاہیے، اس لئے اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔

(بخاری ص ۹۸ ج ۱، باب من شکا امامه اذا طوّل، وقال ابو اسید طولت بنا یا بُنَیّ، رقم الحدیث: ۷۰۴)

(۹)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک شخص دو اونٹ (جو کھیت وغیرہ میں پانی دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) لئے ہوئے ہماری طرف آیا اور رات تاریک ہو چکی تھی، اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے ارادے سے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی، چنانچہ اس شخص نے نماز توڑ دی، پھر اسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری ہوئی ہے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ آپ نے تین مرتبہ "فتان" فرمایا: "سبح اسم ربک الاعلی، والشمس وضحها، واللیل اذا یغشی" تم نے کیوں نہیں پڑھی؟ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور، حاجت مند سب ہی پڑھتے ہیں۔

(بخاری ۹۸ ج ۱، باب من شکا امامه اذا طوّل، وقال ابو اسید طولت بنا یا بُنَیّ، رقم الحدیث: ۷۰۵)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس الگ نماز پڑھنے والے کے متعلق فرمایا: یہ منافق ہو گیا ہے۔

(ابن ماجہ ص ۶۹، باب من امّ قوما فلیخفّف، رقم الحدیث: ۹۸۶)

(۱۰)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابی رضی اللہ عنہ قبا والوں کو

Scanned by CamScanner

نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) طویل سورت شروع کردی، ایک انصاری غلام نماز میں تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی سورت شروع کردی ہے تو نماز سے نکل گئے اور وہ اونٹنی سے سیرابی کا کام کرتے تھے، جب حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غلام کے الگ ہونے کا واقعہ بتایا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے، غلام کی شکایت کی اور غلام نے آکر اپنی بات بیان کی، یہ سن کر آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے، یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض! لوگوں کو نفرت میں ڈالتے ہیں، جب نماز پڑھاؤ تو ہلکی، اور مختصر پڑھاؤ کہ تمہارے پیچھے کمزور، بوڑھے، بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص ۲۷ ج ۲۔ فتح الباری ص ۱۹۸۔ شمائل کبری ص ۳۴۲ ج ۶)

آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی

(۱۱)...... حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا، میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر کا ہوتا تھا جتنی دیر میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائیں۔

ایک روایت میں یہ ہے: حضرت ابو خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز

پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھادے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۲۱۸ ج ۳، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں امامت اور اقتدا)

(۱۲)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ اور آپ ﷺ کی (عادت یہ تھی کہ) جب آپ ﷺ (نماز میں) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشہ سے کہ اس کی ماں کہیں فکر مند نہ ہو جائے نماز کو ہلکا کر دیتے تھے۔

(بخاری، رقم الحدیث :۷۰۸۔ مسلم، رقم الحدیث :۱۰۵۴۔ مشکوۃ ص ۱۰۱، باب ما علی الامام)

تشریح:......''آپ ﷺ کسی بچہ کی رونے کی آواز سنتے'' کی تشریح میں خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام رکوع میں ہونے کی حالت میں اگر آہٹ پائے کہ کوئی شخص نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ رکوع میں اس شخص کا انتظار کرے تاکہ وہ شخص رکعت حاصل کر لے۔

مگر بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ: ایسا کرنے والے کے بارہ میں یہ خوف ہے کہ وہ کہیں شرک کی حد تک نہ پہنچ جائے، چنانچہ یہی مسلک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

حنفی مسلک یہ ہے کہ اگر امام رکوع کو تقرب الی اللہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس مقصد سے طویل کرے گا کہ کوئی آنے والا شخص رکوع میں شامل ہو کر رکعت پالے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، بلکہ اس سے بھی بڑے گناہ کا مرتکب ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے، تاہم کفر و شرک کی حد تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس سے اس کی نیت غیر اللہ کی عبادت بہر حال نہیں ہوگی۔

Scanned by CamScanner

بعض علماء نے کہا ہے کہ: اگر امام آنے والے کو پہچانتا نہیں ہے تو اس شکل میں رکوع کو طویل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا ترک اولی ہے۔ ہاں اگر کوئی امام تقرب الی اللہ کی نیت سے رکوع کو طویل کرے اور اس پاک جذبہ کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت کا ہونا نادر ہے اور پھر یہ کہ اس مسئلہ کا نام ہی ''مسئلۃ الریا'' ہے اس لئے اس سلسلہ میں کمال احتیاط ہی اولی ہے۔ (مظاہر حق جدید ص۷۴۲ ج۱)

سفر میں نماز بہت ہی مختصر پڑھانی چاہئے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ

بعض ائمہ کو دیکھا کہ سفر میں بھی نماز لمبی پڑھاتے ہیں، جبکہ شریعت نے سفر میں قصر کا حکم دیا تو ائمہ کو بھی وقت اور حالات کو دیکھ کر نماز پڑھانی چاہئے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ: ایک مرتبہ سفر کے دوران امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فجر کی نماز پڑھائی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے سورۂ عصر اور سورۂ کوثر پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''ابا یوسف ! کنت فقیھا''۔ ابو یوسف تم تو فقیہ ہو گئے ہو۔

(خیر المجالس ص۱۸۳)

ماخوذ از: رسالہ ''امامت'' ص ۲۸۔ مرغوب الرسائل فی عمدۃ المسائل ص۱۲۶ ج۱۔

Scanned by CamScanner

خاتمہ......نمبر:۲

لمبی نماز اور لمبا خطبہ پڑھنا بھی مقتدی کی ناراضگی کا سبب ہے، اور ناراضگی معقول وجہ سے ہے، اس پر بھی درج ذیل وعیدیں صادق آتی ہیں۔

جس امام سے مقتدی معقول وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت

(۱)......عن انس رضی الله عنه قال : لعن رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ثلا ثةً: رجل امَّ قوماً وهم له كارهون ، وامرأة باتتْ و زوجُها عليها ساخط، ورجل سمع حى على الفلاح ثُمَّ لَم يُجِبْ۔

(ترمذی ص۸۲، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون، كتاب الصلاة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تین (طرح کے اعمال کرنے والوں پر) لعنت فرمائی: (پہلا) وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اس سے (شرعی اور معقول وجہ سے) ناراض ہوں، (دوسری) وہ عورت جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے (عورت کے قصور کی وجہ) ناراض ہو، (تیسرا) وہ آدمی جو ''حی علی الفلاح'' (کی آواز) سنے اور جواب نہ دے، (یعنی نماز کے لئے نہ آئے)۔

(کنز العمال میں یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے آئی ہے، دیکھئے! رقم الحدیث: ۴۴۳۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ پس جب امام ظالم نہ ہو، یعنی ناگواری کی وجہ اس میں نہ پائی جاتی ہو تو گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اور امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے حدیث کی شرح میں فرمایا: جب امام کو ایک یا دو

Scanned by CamScanner

شخص یا تین شخص ناپسند کریں تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کو نماز پڑھائے، یہاں تک کہ اس کو اکثر لوگ ناپسند کریں۔ (تحفة الالمعی ص۱۸۵ ج۲)

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا

(۲)......عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يُقَالُ: اشدّ النَّاسِ عذابا يومَ القيامةِ اثنانِ: امرأة عَصَتْ زوجَها، وامامُ قومٍ وهم له كارهون۔

(ترمذی ص۸۳، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون، كتاب الصلاة)

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب دو شخصوں کو ہوگا: (ایک) وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے (دوم) کسی قوم کا امام درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

دس آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں فرماتے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''منبہات'' میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ:

حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی نماز قبول نہیں فرماتا:

(۱)......وہ شخص جو تنہا (بلا جماعت) بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہے۔

(۲)......وہ شخص جو زکوۃ ادا نہیں کرتا (حالانکہ زکوۃ اس پر فرض ہے)۔

(۳)......وہ شخص جو زبردستی قوم کی امامت کرے اور لوگ اس سے ناخوش ہوں (اور اس کی کوتاہیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ سے امامت کا مستحق نہ سمجھتے ہوں، اور اس کو الگ کرنا چاہتے ہوں مگر وہ زبردستی امامت کرتا ہو)۔

(۴)......بھگوڑا غلام (جو سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہو)۔

Scanned by CamScanner

(۵)......دائمی شراب نوشی کرنے والا شخص۔

(۶)......وہ عورت جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو (یہ اس وقت ہے جبکہ عورت کی طرف سے کوتاہی، حق تلفی وغیرہ ہو)۔

(۷)......وہ آزاد عورت جو بغیر اوڑھنی کے نماز ادا کرے (اور بلا پردہ آوارہ پھرے)

(۸)......سود خور۔

(۹)......ظالم بادشاہ۔

(۱۰)......وہ شخص جس کو اس کی نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے نہ روکے، ایسا شخص برابر اللہ تعالی سے دوری میں ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز میں ضرور کوتاہی ہے اور خشوع وخضوع وغیرہ کی کمی ہے، تب ہی تو وہ معاصی اور بے حیائی کے کاموں سے باز نہیں آتا، اس لئے اس کو اپنی کوتاہی کو دور کرنا چاہئے اور نماز کامل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(تنبیہات ترجمہ منبہات۔ المعروف بہ ''کام کی باتیں'' از: حضرت مفتی فاروق صاحب میرٹھی رحمہ اللہ)

Scanned by CamScanner

خاتمہ......نمبر:۳

کیا حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟

سوال:......کیا حرمین شریفین کا عمل حجت نہیں ہے؟

جواب:......اس کا اصولی جواب تو یہ ہے کہ: شریعت میں حجت قرآن وحدیث، اجماع امت اور قیاس ہیں، حرمین کا عمل حجت نہیں۔

عظیم محدث اور فقیہ، شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''فی الحرمین الشریفین من شیوع الظلم و کثرة الجهل وقلة العلم وظهور المنكرات وفشوع البدع واكل الحرام والمشتبهات''۔(مرقاۃ ص۱۲ ج۶، تحت حديث: عبد الله بن عدى بن حمراء، باب حرم مكة حرسها الله تعالى، قبيل: الفصل الثالث)

یعنی حرمین شریفین میں ظلم شائع ہے، جہالت کثیر ہے، علم کم ہے، منکرات کا ظہور ہے، بدعات رائج ہیں، حرام کھایا جاتا ہے، دینی شبہات بھی بکثرت ہیں۔

اور ''المنح الفكرية'' میں الف کو اذان وغیرہ میں کس قدر کھینچا جائے اس کی بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''وكذا اذا زاد فى المد الاصلى والطبيعى على مده العرفى من قدر الفٍ بان جعله قدر الفين او اكثر كما يفعله اكثر الائمة من الشافعية والحنفية فى الحرمين الشريفين، فانه محرم قبيح، لا سيّما وقد يقتدى بهم بعض الجهلة، ويستحسن ما صَدَر عنهم من القراءة''۔(المنح الفكرية ص۵۰)

ترجمہ:......جس طرح مد کی مقدار میں کمی کرنا غلط اور لحن جلی ہے، اسی طرح مد اصلی کو اس عرفی مقدار یعنی ایک الف سے زیادہ دو یا تین چار الف تک کھینچنا بھی غلط ہے، جیسا کہ

Scanned by CamScanner

حرمین شریفین میں اکثر امام خواہ شافعی ہوں یا حنفی ایسا کرتے ہیں، کیونکہ ایسا کرنا حرام اور برا ہے، اور اس کی حرمت وقباحت ایسے اماموں کے حق میں اور بڑھ جاتی ہے جن کی جاہل لوگ پیروی کرتے ہیں، اور جس طرح بھی وہ پڑھیں اس کو بہتر اور صحیح سمجھتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس تحریر میں اس طرف اشارہ ہے کہ غیر شرعی امور میں کسی کی اتباع اور تابعداری کرنا چاہے حرمین شریفین ہی کیوں نہ ہو، جاہلوں کا طریقہ ہے۔

''مرقاۃ'' میں ایک اور جگہ ''مسلم شریف'' کی حدیث کی تشریح میں مسجد میں ذکر جہری کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''لان رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر فیه کراهة، سیّما فی المسجد الحرام لتشویشه عی الطائفین والمصلین والمعتکفین''۔

یعنی مسجد میں آواز کا بلند کرنا چاہے ذکر کرتے ہوئے (ہی کیوں نہ) ہو اس میں کراہت ہے، اور اگر یہ عمل مسجد حرام میں ہو تو اس کی کراہت اور بڑھ جاتی ہے، اس لئے کہ طواف کرنے والوں اور نمازیوں اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ (مرقاۃ ص ۱۶۱ ج ۲، تحت حدیث :عمر و بن العاص، باب فضل الاذان واجابة المؤذن)

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بلاشک حرمین شریفین کی نصوص سے بڑی فضیلت اور رتبہ ثابت ہے، لیکن شرعی دلائل صرف چار ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے، اگر حرمین الشریفین میں اچھے کام ہوں نور علی نور، ورنہ ہرگز حجت نہیں ہیں۔ (راہ سنت ص ۱۶۷)

اس لئے یہ کہہ دینا کہ حرمین شریفین میں خطبہ لمبا ہوتا ہے اس لئے ہم بھی لمبا پڑھیں گے، صحیح نہیں۔ اور خود حرمین شریفین کی اتباع میں لمبا خطبہ پڑھنے والے ایک نہیں دسیوں

Scanned by CamScanner

چیزوں میں حرمین شریفین کی اتباع نہیں کرتے، مثلاً:

حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والوں کا: ۲۷ مسئلوں میں حرمین شریفین سے اختلاف

(۱)......حرمین شریفین میں تہجد کی اذان ہوتی ہے اور آپ کے یہاں نہیں ہوتی۔

(۲)......حرمین شریفین میں پورے سال فجر اول وقت میں ہوتی ہے، اور آپ کے یہاں صرف رمضان میں۔ (گیارہ مہینے حرمین شریفین کی مخالفت کی جاتی ہے)

(۳)......حرمین شریفین میں پورے سال عصر مثل اول میں ہوتی ہے، اور آپ کے یہاں پورے سال مثل ثانی پر، بلکہ بعض مہینوں میں اس سے بھی مؤخر۔

(۴)......حرمین شریفین کی اقامت اور ہے، اور آپ کی اور۔

(۵)......ائمہ حرمین آمین بالجہر کرتے ہیں، اور آپ نہیں کرتے۔

(۶)......حرمین میں رفع یدین ہوتا ہے، اور آپ نہیں کرتے۔

(۷)......آپ فرائض کے بعد دعا کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ وہ حضرات اسے صحیح نہیں سمجھتے بلکہ بدعت تک کہتے ہیں۔

سعودی عرب کے ممتاز عالم اور مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو بدعت کہا ہے: موصوف لکھتے ہیں:

''ہمارے علم کی حد تک نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے یہ ثابت نہیں ہے کہ یہ لوگ فرض نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے، اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بدعت ہے'' (ترجمہ: فتاوی علامہ عبدالعزیز بن باز ص۱۱۲، ناشر مرکز علامہ عبدالعزیز بن باز، ڈھاکہ)

(۸)......حرمین شریفین میں تراویح میں ترویحہ نہیں ہوتا، آپ اسے مستحب کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(۹)......حرمین شریفین میں تراویح میں دس رکعت کے بعد ترویحہ کرتے ہیں، اور آپ نہیں کرتے۔ بلکہ آپ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

''اسی طرح دس رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مشروع ہے، ہر دو رکعت کے بعد مشروع نہیں''۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۲۴ ج ۲)

(۱۰)......حرمین شریفین میں تراویح میں ائمہ دس رکعت پر تبدیل ہوتے ہیں، اور آپ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ (بلکہ آپ اسے غیر مستحسن کہتے ہیں)۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۲۶ ج ۲)

(۱۱):......آپ تراویح کے ختم پر وتر سے پہلے دعا کرتے ہیں، جبکہ حرمین شریفین میں نہیں ہوتی۔

(۱۲):......حرمین شریفین میں ختم قرآن کریم پر رکوع سے پہلے دعا ہوتی ہے، آپ نہیں کرتے۔

(۱۳)......حرمین شریفین میں وتر دو سلام سے پڑھی جاتی ہے، اور آپ ایک سلام سے پڑھتے ہیں۔

(۱۴)......حرمین شریفین میں وتر کا قنوت اور ہے اور آپ کا اور۔

(۱۵)......حرمین شریفین میں قنوت پڑھنے کا وقت اور ہے، اور آپ کا اور۔

(۱۶)......حرمین شریفین میں جمعہ کے خطبہ سے پہلے ممبر پر جانے کے بعد ائمہ حرمین شریفین زور سے سلام کرتے ہیں، آپ نہیں کرتے۔ (بلکہ آپ کے یہاں تو مکروہ ہے)

(۱۷)......حرمین شریفین میں عید کے دن نماز عید سے پہلے اجتماعی طور پر جہری تکبیر (تکبیر تشریق) پڑھی جاتی ہیں، آپ اسے بدعت کہتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

Scanned by CamScanner

"تسبیح وتکبیر بالسر تو ایک مستحسن فعل اور موجب اجر ہے، لیکن صورت مسئولہ فی السوال میں جہر بالتکبیر ہیئت مذکورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے"۔

(کفایت المفتی ص ۳۱۵ ج ۵، طبع ادارۃ الفاروق کراچی)

(۱۸)......حرمین شریفین میں تکبیرات عیدین چھ سے زائد ہوتی ہیں، آپ چھ سے زائد نہیں کہتے۔

(۱۹)......نماز عیدین کے بعد آپ اجتماعی دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ حرمین شریفین میں یہ دعا نہیں ہوتی۔

(۲۰)......حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے، اور آپ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ اور حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والے اس میں شرکت بھی نہیں کرتے، اور پوچھنے والوں کو بھی منع کرتے ہیں۔

(۲۱)......حرمین شریفین میں نماز جنازہ میں ایک سلام پر اکتفا کیا جاتا ہے، اور آپ دو سلام پھیرتے ہیں، اور لطف یہ کہ حرمین میں رہ کر بھی امام حرم کی مخالفت کرتے ہیں، اور دو سلام پھیرتے ہیں۔

(۲۲)......حرمین شریفین میں سورج گرہن کی نماز میں امام دو رکوع کرتے ہیں، اور آپ ایک رکوع والی نماز پڑھتے ہیں۔

(۲۳)......حرمین شریفین کے ائمہ ایام حج میں میدان عرفات میں ظہر وعصر جمع کرتے ہیں، اور آپ وہاں بھی جمع بین الصلوتین نہیں کرتے، حالانکہ ان میں سے اکثر کا ثبوت صحیح احادیث سے ہوتا ہے۔ (تاریخ میں ان کے تتبع، عید و رمضان ان کے موافق، اور عرفات میں جا کر بھی ان سے اختلاف)

Scanned by CamScanner

(۲۴)......وہ تصوف کو بدعت سمجھتے ہیں، اور آپ تو تصوف کو فرض عین تک سمجھتے ہیں۔

(۲۵)......آپ ذکر جہری کو نہ صرف جائز، بلکہ حدیث سے ثابت سمجھتے ہیں۔ اور وہ اسے غلط کہتے ہیں۔

(۲۶)......آپ بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کو جاتے ہیں، بلکہ ان کی ارواح سے استفادہ کو بھی جائز سمجھتے ہیں، اور وہ حضرات اسے شرک کہتے ہیں۔

(۲۷)......آپ روضۂ اقدس ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرتے ہیں اور وہ اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔

اسی پر اکتفا کرتا ہوں، ورنہ تتبع سے اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔

نوٹ:......کوئی یہ سوال نہ کرے کہ ان میں سے کئی مسائل کا تعلق تو اختلاف ائمہ سے ہے کہ بعض احناف کے یہاں حجت ہیں اور بعض اور ائمہ کے نزدیک، لہذا ان مسائل کو مثال میں پیش کرنا غلط ہے۔

تو جوابا عرض ہے کہ: خطبہ کا لمبا کرنا چاروں ائمہ کے نزدیک خلاف سنت ہے، تعجب ہے کہ جو چیزیں کسی بھی امام کے نزدیک ثابت ہیں ان میں حرمین شریفین کی اتباع نہیں کرتے، اور جو کسی کے نزدیک بھی ثابت نہیں ان میں اتباع ہو رہا ہے۔

ضروری نوٹ:......تعجب ہے جو مسئلہ ائمہ میں متفق ہے، اور حدیث وفقہ میں صراحۃ بیان ہوا ہے، اور حرمین شریفین میں بھی معمول بہا ہے، اس پر یہ علماء عمل نہیں کرتے، مثلاً: حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز صرف مقررہ امام پڑھاتے ہیں، یہ بالکل حدیث اور فقہ کے موافق ہے، مگر حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والے دوسری مسجد میں جا کر جنازہ کی نماز پڑھا دیں گے، حالانکہ یہ اسی مسجد کے محلہ کے امام کا حق ہے۔

Scanned by CamScanner

مصنف کی دیگر کتابیں

PUBLISHED BY :

JAMIATUL QIRAT KAFLIYATA

Distt. Surat, Gujrat (INDIA)

Designed & Printed by : HS OFFSET PRINTERS Delhi Tel : 9811122549

Scanned by CamScanner